CONSUMER REPO

Station: Islamabad
Date: 14-09-06
Release No: 015/06

Daily JINNAH Islamabad Rawalpindi

روزنامہ جناح اسلام آباد راولپنڈی

چیف ایڈیٹر: زین ملک

جمعرات 20 شعبان المعظم 1427ھ 14 ستمبر 2006ء 30 بھادوں 2063ب

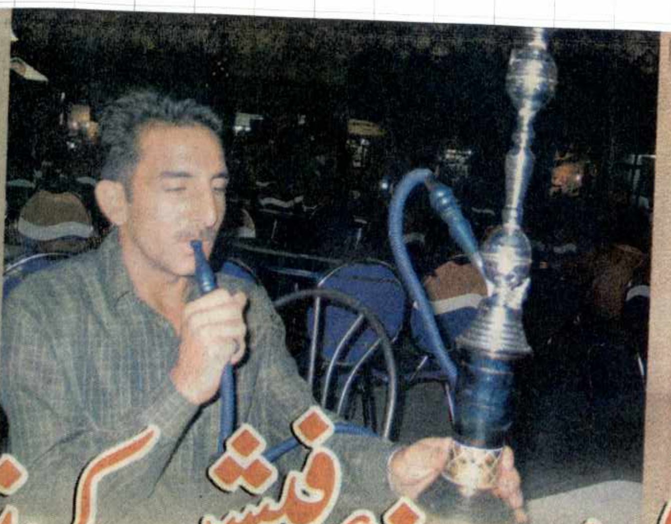

شیشہ بارز.... نئے فیشن کی نشہ گاہیں

کھلم کھلا قانون کا منہ چڑایا جارہا ہے "دی نیٹ ورک" کی تحقیقاتی رپورٹ

میگزین رپورٹ

گزشتہ کچھ عرصے سے پاکستان کے ہوٹلوں، ریستورانوں اور جگہ جگہ کھلے ہوئے شیشہ بارز میں شیشے کے نام سے جدید حقے کے نشے کی دستیابی اور ترغیب نہ صرف نئی نسل کو اس جدید، فیشن زدہ مگر خطرناک نشے کی لت میں مبتلا کر رہی ہے بلکہ امتناع تمباکو آرڈیننس کی دھجیاں بھی اڑا رہی ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کھلے عام ہو رہا ہے کیونکہ شیشے کے نئے نشے کو متعارف کروانے والوں نے اسے جدید فیشن اور سٹیٹس سمبل بنانے کے ساتھ ساتھ یہ پراپیگنڈہ بھی انتہائی کامیابی سے کیا ہے کہ شیشہ کوئی نشہ نہیں ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ پھلوں کے فلیورز کے علاوہ اس میں سب کچھ روایتی حقے جیسا ہے اور تمباکو اور گنے کی میل (مولیسس) اس کے بنیادی اجزائے ترکیبی میں شامل ہیں۔

یوں دکھائی دیتا ہے کہ اپنے مفادات کی ہر حال میں نگہبانی کرنے کا ہنر جاننے والے شاطر فنکاروں نے پاکستان میں تمباکو اور سگریٹ کے خطرناک اثرات اور مضمرات کی پھیلتی ہوئی عوامی آگاہی اور تمباکو کے خلاف قانون سازی کے بعد شیشے کے فروغ کے لیے اپنی توانائیاں مجتمع کر لی ہیں۔

تمباکو کی روایتی صنعت کی طرح ان 'شیشہ گروں' کا ہدف بھی نوجوان ہیں۔ اپنے اس مقصد کے حصول کے لیے انھوں نے جہاں ایک طرف اعلیٰ طبقے کے

ریستورانوں، فائیو سٹار ہوٹلوں، فوڈ سٹریٹس اور قہوہ خانوں میں شیشہ سموکنگ کی سہولیات فراہم کی ہیں وہیں حیرت انگیز طور پر کامیاب پراپیگنڈے کے ذریعے اسے جدید فیشن کا ایک لازمہ اور شہروں کی شبینہ محفلوں کی زینت بنا دیا ہے۔ اس سارے عمل میں سب سے خطرناک بات یہ ہے کہ لوگ شیشے کو نشہ آور پراڈکٹ ہرگز نہیں سمجھتے اور لاعلمی میں نہ صرف اپنے ہزاروں روپے برباد کرتے ہیں بلکہ تمباکو کے نشے کی ایک خطرناک علت بھی پالتے ہیں جو اس دھوئیں کو اپنے پھیپھڑوں میں اتارنے والے لوگوں کو کینسر، امراض قلب اور تمباکو نوشی سے منسلک تمام مہلک بیماریوں میں کو سگریٹ اور روایتی حقے سے کہیں زیادہ مبتلا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

'یہاں شیشہ دستیاب ہے'

دی نیٹ ورک کے راولپنڈی اسلام آباد میں کیے گئے ایک تازہ ترین سروے کے مطابق شیشہ نہ صرف تقریباً تمام 'اچھے' ہوٹلوں میں دستیاب ہے بلکہ جڑواں شہروں میں جگہ جگہ سپیشل شیشہ بارز بھی کھل چکے ہیں جو صرف اجتماعی شیشہ سموکنگ کی سہولیات فراہم کر رہے ہیں۔ سروے کے نتائج کے مطابق ہر دوسرے اچھے ہوٹل میں شیشہ موجود تھا اور ہوٹل منتظمین اسے قانون یا اخلاقیات کی خلاف ورزی نہیں سمجھتے تھے۔ تقریباً تمام ہوٹلوں میں بچے اور چھوٹی عمر کے لڑکے لڑکیاں بھی شیشہ سموکنگ کرتے ہوئے پائے گئے البتہ کچھ ہوٹلوں نے بورڈ لگانے کی حد تک یہ زحمت ضرور کی تھی کہ 'یہاں 18 سال سے کم عمر لوگوں کو شیشہ سموکنگ کی اجازت نہیں' مگر عملاً ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ ہوٹل منتظمین ایک تو اپنی آمدنی کی غرض سے اس پہ آنکھیں بند رکھتے ہیں اور دوسرا شیشہ سموکنگ کرنے والے نوجوان ہمارے معاشرے کے اس مراعات یافتہ طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں چھیڑنا ہوٹل انتظامیہ کبھی گوارا نہیں کر سکتی۔

گھروں اور مارکیٹوں میں کھلے ہوئے شیشہ بارز میں نوجوانوں کا رش سرِشام شروع ہو جاتا ہے اور رات گئے تک ہاؤ ہو کا یہ شور شیشے کے دھوئیں کے ساتھ ماحول میں جذب ہوتا رہتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ شیشہ لوگوں کے گھروں کی زینت بھی بن رہا ہے اور مہمانوں کو شیشہ پیش کرنا جدید فیشن کا حصہ بنتا جا رہا ہے۔ شیشے کے حقے اور اس میں استعمال ہونے والی لئی (تمباکو، مولیسس اور کسی بھی پھل کے فلیور سے بنا ہوا آمیزہ) راولپنڈی اسلام آباد کے سپر سٹورز اور حتیٰ کہ بڑے بڑے میڈیکل سٹورز پہ بھی دستیاب ہے۔

شیشے میں اتارنے کا فن، شیشے کی ترغیب کے انوکھے طریقے

شیشہ سموکنگ کی ترغیب کے نت نئے حربے آزمائے جا رہے ہیں۔ نوجوانوں کو ہوٹلوں میں شیشہ سموکنگ کے لیے موزوں ماحول فراہم کیا جاتا ہے۔۔ نیم تاریکی، ہلکی موسیقی، ٹی وی پہ عربی رقص وغیرہ۔ دھواں دھواں رومانوی ماحول میں یہ سب کچھ ایک نوجوان کے لیے بہت پُرکشش محسوس ہوتا ہے۔ شیشے کا حقہ بجائے خود بہت دیدہ زیب ہوتا ہے اور مختلف ڈیزائنز اور متنوع اقسام میں دستیاب ہے۔ شیشے کی لئی کے ڈبیوں پر صرف پھلوں کی تصویر ہوتی ہے اور شیشے کے ہوٹلوں کی جانب سے فراہم کردہ مینو پر بھی شیشے کی درجن بھر اقسام (جن میں صرف پھل کے فلیور میں فرق ہوتا ہے) علیحدہ علیحدہ نرخوں پر درج ہوتی ہیں۔ نوجوانوں کے لیے شیشہ سموکنگ ایک گروپ سرگرمی بنا دی گئی ہے کیونکہ ہوٹلز اور شیشہ بارز شیشے کی ایک لئی کی سموکنگ جو عموماً چار پانچ لوگوں کے لیے کافی ہوتی ہے کے پیسے وصول کرتے ہیں۔ ایک گھنٹے کے لگ بھگ جاری رہنے والی اس محفل میں شرکاء عموماً شیشے کے 200 کش لیتے ہیں اور نتیجتاً آٹھ سگریٹوں سے بھی زیادہ نکوٹین اپنے جسم میں داخل کر لیتے ہیں۔

شیشہ کی آؤٹ ڈور تشہیر بھی کھلے عام کی جاتی ہے اور پوسٹرز اور شاہراہوں کے اطراف میں لگے بڑے بڑے بل بورڈز لوگوں کو شیشے کے شیشے میں اتارنے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔

قوانین کی کھلی خلاف ورزی

امتناع تمباکو نوشی وتحفظ غیر تمباکو نوشاں آرڈیننس 2002ء کے مطابق کسی بھی پبلک مقام بشمول ہوٹل و ریستوران پر تمباکو نوشی ممنوع ہے اور تمباکو نوشی کے لیے ہوٹلوں میں الگ کارنرز مخصوص کرنے ضروری ہیں مگر شیشے کی صورتحال میں اس قانون پر عملدرآمد کے ضمن میں کچھ بھی نظر نہیں آتا۔ شیشہ سموکنگ کی سہولت تو فوڈ سٹریٹس تک پر دستیاب ہے۔ قانون کے تحت 18 سال سے کم عمر نوجوان کو تمباکو کی مصنوعات فروخت کرنا منع ہے مگر قانون کی اس شق کی دھجیاں دن رات ریستورانوں اور شیشہ بارز پہ اڑائی جا رہی ہیں جہاں شیشہ سموکنگ کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں۔ تمباکو کی مصنوعات کی تشہیر کے حوالے سے بھی قانون میں واضح ہدایات ہیں۔ مگر شیشہ سموکنگ کے بڑے بڑے بورڈز کھلے عام دعوت کش دے رہے ہیں اور قانون کا مذاق اُڑا رہے ہیں۔

ہوٹلوں اور ریستورانوں میں شیشہ کے دھوئیں سے ایسے لوگ بھی متاثر ہو رہے ہوتے ہیں جو خود سموکنگ نہیں کرتے اور قانون میں غیر تمباکو نوش افراد کی صحت کے لیے تمباکو کا استعمال ایسی کسی بھی بند جگہ پہ ممنوع ہے جہاں غیر تمباکو نوش افراد موجود ہوں۔

تمباکو کی مصنوعات میڈیکل سٹور پر؟

حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ شیشہ کو فیشن کے طور پر متعارف کروانے والوں اور اس سے اپنی آمدنی بڑھانے والوں کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ وہ مروج اخلاقیات اور قانون کو کس طرح تار تار کر رہے ہیں۔ راولپنڈی اسلام آباد میں فارمیسی کے ایک مشہور ادارے نے اپنی اسلام آباد والی دکان پہ شیشے کے حقے اور پیکس سجانے کے لیے ایک الگ کارنر مخصوص کر رکھا ہے اور ہر قسم کا شیشہ اور لئی وہاں سے دستیاب ہیں۔ سب سے افسوسناک بات یہ ہے کہ اسی میڈیکل سٹور پہ اعلیٰ کوالٹی کے امپورٹڈ سگریٹ بھی موجود ہیں۔ کہاں انسانی زندگی بچانے والی ادویات اور کہاں موت بیچنے کا کاروبار۔

شیشہ کیا ہے، کہاں سے آیا، روایتی حقے سے کیسے مختلف ہے؟

شیشہ عربی حقے کی ایک جدید شکل ہے۔ اسے مصر میں شیشہ، لبنان میں نرگلا اور انگریزی میں حقہ (hookah) کہا جاتا ہے۔ شیشہ سموکنگ 500 برس قبل ترکی میں شروع میں ہوئی اور مشرق وسطیٰ میں وباء کی طرح پھیلی۔ یہ ہمارے ہاں پائے جانے والے روایتی حقے ہی کی ایک شکل ہے۔ یہ خیال عام ہے کہ حقہ ہندوستان میں ایجاد ہوا اور ایران کے راستے دوسری تہذیبوں اور خطوں کے لوگوں تک پہنچا تاہم ترکی میں حقے میں واٹر پائپ کی شکل میں ایک انقلابی تبدیلی لائی گئی۔

شیشہ پاکستان میں نسبتاً ایک نئی دریافت ہے۔ اس کے سب سے اوپر والے حصے میں چلم ہوتی ہے جہاں فلیورز اور تمباکو پر مشتمل لئی یا آمیزہ رکھا جاتا ہے جسے جلتا ہوا کوئلہ حرارت پہنچا کر دھواں پیدا کرتا ہے۔

روایتی حقے اور شیشے میں صرف یہی فرق ہے کہ شیشے میں تمباکو کو براہ راست جلایا نہیں جاتا بلکہ اسے حرارت پہنچا کر پگھلایا جاتا ہے۔

چلم کے نیچے لوہے کی ڈنڈی سے دو نلیاں نکلتی ہیں جن میں ایک کا کام دھواں باہر چھوڑنا ہے اور دوسری کو منہ سے لگا کر کش لگائے جاتے ہیں۔ سب سے نیچے Glass base ہوتا ہے جس میں پانی یا کوئی اور مائع محلول مثلاً جوس یا دودھ وغیرہ بھرا جاتا ہے جس کا ذائقہ کش میں شامل ہو جاتا ہے۔ یہ ایک مہنگا حقہ ہے جسکو خریدنے پر چھ ہزار روپے سے لیکر بارہ ہزار روپے تک خرچ ہو جاتے ہیں۔ چلم میں بھرا جانے والا آمیزہ 260 روپے فی پیکٹ سے لیکر 800 روپے فی پیکٹ تک ملتا ہے۔ سب سے چھوٹے پیکٹ سے بارہ دفعہ چلم بھری جا سکتی ہے۔

ہوٹلوں میں ایک چلم شیشہ کے لیے 115 روپے سے لیکر 300 روپے بلکہ اس سے زیادہ ادا کرنا پڑتے ہیں اور یوں یہ ہوٹل مالکان کے لیے ایک منافع بخش کاروبار ہے۔ اس منافع کی لت انھیں عوام کی صحت اور قانون کی طرف توجہ نہیں دینے دیتی۔

شیشے کے نشے سے منسلک بیماریاں

حقے یا شیشے کے ذریعے تمباکو نوشی کرنے والوں کا عموماً یہ موقف ہوتا ہے کہ حقہ یا شیشہ استعمال کرنے کے دوران تمباکو کا دھواں پانی سے ہو کر پینے والے کے حلق میں جاتا ہے اس لیے سگریٹ نوشی کے مقابلے میں حقہ پینے کا صحت پر زیادہ منفی اثر نہیں پڑتا۔ حالانکہ نئی تحقیق سے ثابت ہو چکا ہے کہ حقہ اور شیشہ صحت کیلئے اُسی قدر خطرناک ہے جتنا سگریٹ تباہ کن ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے اعداد و شمار کے مطابق تمباکو نوشی سے سالانہ گیارہ لاکھ افراد موت کے منہ میں چلے ہیں جن میں سے 70 فیصد کا تعلق پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک سے ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں تمباکو کمپنیوں پر لگائی جانے والی قانونی بندشوں کے باعث ان کمپنیوں نے اپنا رخ ترقی پذیر ملکوں کی طرف موڑ دیا ہے۔

ہوٹلوں اور ریسٹورنٹس کے مالکان غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے یہ تاثر دیتے ہیں کہ حقہ یا شیشہ پینا بے ضرر ہے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق حال ہی میں کراچی میں ایک سروے کیا گیا جس سے معلوم ہوا کہ سکول جانے کے عمر کے حامل 70 فیصد بچے پچھلے چھ ماہ کے دوران "شیشہ" کا استعمال کر چکے ہیں جن میں سات سال کی عمر کے بچے بھی شامل ہیں۔

صحت کے عالمی ادارہ نے اپنی ایک حالیہ رپورٹ میں حقہ یا شیشہ کے مضر اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے کہا ہے کہ حقہ یا شیشہ پینے والا عموماً بیس سے 80 منٹ تک حقے یا شیشہ کی نلکی منہ میں دبائے رہتا ہے اور اِس دوران پچاس سے دو سو کش لیتا ہے اِس طرح وہ ایک نشست میں پچاس سے سو سگریٹوں کے برابر زہریلا دھواں جسم میں اتراتا ہے۔ حقہ یا شیشہ سے کاربن مونو آکسائیڈ اور دوسرے زہریلے اجزاء زیادہ مقدار میں خارج ہوتے ہیں۔ کاربن مونو آکسائیڈ وہی گیس ہے جو گاڑی کے سائلنسر کو کالا کرتی ہے، بند کمرے میں خراب ہیٹر سے یا کوئلوں کی انگیٹھی سے خارج ہوتی اور دم گھٹنے کا باعث بنتی ہے۔

سگریٹ کے دھوئیں کی طرح شیشہ کا دھواں بھی آس پاس کے اُن لوگوں کی صحت کو متاثر کرتا ہے جو سگریٹ یا حقہ نہیں پیتے۔ اِس طرح وہ لوگ ایک ایسے جرم کی سزا پا رہے ہوتے ہیں جو انھوں نے کیا ہی نہیں ہوتا۔ ایک اندازے کے مطابق ترقی پذیر ملکوں میں تمباکو استعمال نہ کرنے والے افراد کی اِس مضر دھوئیں کی وجہ سے اموات کی شرح میں سالانہ تین فیصد اضافہ ہو رہا ہے۔

حقہ یا شیشہ پینے والوں کی اکثریت کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ تک پینے کے بعد وہ اِس سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ اسکی بڑی وجہ تمباکو میں شامل نکوٹین ہوتی ہے جو ایک نشہ آور جزو ہے۔ شیشے کے آمیزے کے پیکٹ پر 0.5 فیصد نکوٹین اور صفر فیصد "ٹار" لکھا ہوتا ہے یہ سب لوگوں کو گمراہ کرنے کی ایک کوشش کے سوا کچھ نہیں۔